چند مہینوں سے اس رسالہ کی اشاعت میں غیر معمولی تاخیر واقع ہو رہی ہے حتیٰ کہ ربیع الاول و ربیع الآخر کا مشترک نمبر رجب کے وسط میں شائع ہوا جس سے ناظرین رسالہ کا پیمانۂ صبر بالکل ہی لبریز ہو گیا اور دفتر میں شکایات کا انبار لگ گیا۔ اب اس تاخیر کا اصلی سبب ظاہر کرنے پر میں اپنے آپ کو مجبور پاتا ہوں۔

دراصل اس کا سبب وہ شدید مالی مشکلات ہیں جو پچھلے چند مہینوں سے اس رسالہ کو پیش آ رہی ہیں۔ دو تین سال ادھر جن خیالات کی تبلیغ ان صفحات میں شروع کی گئی تھی، ان سے بعض جماعتیں ناراض ہوئیں تو بعض خوش بھی ہوئیں بعض نے مقاطعہ کیا تو بعض نے گرمجوشی کے ساتھ خوش آمدید بھی کہا لیکن وہ روش اصل مقصد کی محض تمہید تھی۔ جب تمہید ختم ہوئی اور اصل مقصد بے نقاب ہو کر سامنے آیا تو ہندوستان کی مختلف الخیال جماعتوں میں سے کوئی ایک بھی ایسی نہ تھی جس کو اس سے اتفاق ہوتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ رسالہ کے خریداروں کی تعداد بڑی تیزی کے ساتھ گھٹنی شروع ہو گئی۔ پچھلے سات آٹھ مہینوں میں جن اصحاب کے نام فہرست خریداران سے خارج ہوئے ہیں ان کی تعداد تین سو سے زائد ہے۔ بالفاظ دیگر اس قلیل مدت کے اندر رسالہ کی آمدنی میں تقریباً ڈیڑھ ہزار روپے کی کمی واقع ہوئی ہے۔ ایک طرف آمدنی کا یہ نقصان اور دوسری طرف جنگ کی وجہ سے کاغذ کی قیمت بڑھتے بڑھتے دو چند ہو گئی۔ ان دونوں اسباب نے مل جل کر وہ موانع پیدا کر دیے ہیں جن کی وجہ سے پرچہ کو بروقت شائع کرنا مشکل ہو گیا ہے۔

ان حالات کے اظہار کا مقصد محض ناظرین کی اس پریشانی کو دور کرنا ہے جو اشاعت میں غیر معمولی تاخیر سے ان کو پیش آ رہی ہے۔ میں کسی سے ہمدردی یا اعانت کا خواہشمند نہیں ہوں۔ جو لوگ میرے خیالات سے متفق نہیں ہیں وہ اگر اختلاف رائے کو برداشت کر سکیں اور اپنے مخالف کے نقطۂ نظر سے آگاہ رہنے کی ضرورت سمجھیں تو رسالہ کو خریدیں ورنہ بند کر دیں۔ اس امر کی توقع کسی کو مجھ سے نہ رکھنی چاہیے کہ محض رسالہ کو زندہ رکھنے کے لیے میں اس کی پالیسی میں کوئی ایسی ترمیم کر دوں گا جو لوگوں کو خوش کرنے والی ہو اور (کم از کم میرے علم کے مطابق) خدا کو ناخوش کرنے

والی ہو رہی ہے وہ لوگ جو میرے مقصد اور طرزِ عمل سے اتفاق رکھتے ہیں تو ان سے بھی میں کسی ہمدردی و اعانت کی درخواست نہیں کرتا۔ وہ اپنے ضمیر سے فتویٰ لیں کہ جس مقصد کے لیے میں کام کر رہا ہوں وہ مقصدِ حق ہے یا نہیں، اور جس راستہ پر چل کر میں نے دنیا بھر سے اختلاف مول لیا ہے وہ صراطِ مستقیم ہے یا نہیں۔ اگر ان کا ضمیر اثبات میں جواب دے تو انہیں خود ہی فیصلہ کرنا چاہیے کہ اس معاملہ میں ان کا فرض کیا ہے۔ وہ اپنے فرض کو محسوس کر کے ادا کریں تو عندی و عند اللہ مشکور ہوں گے۔ نہ محسوس کریں اور نہ ادا کریں تو میں اپنی حدِ وسع تک کام کرتا رہوں گا، کیونکہ میرے ایمان کی وجہ سے جو فرض مجھ پر عائد ہو چکا ہے اُس کی بجا آوری اس شرط کے ساتھ مشروط نہیں ہے کہ دنیا میں کوئی میرا ساتھ دے۔

رسالہ کی کشتیِ حیات کو ڈگمگاتے دیکھ کر بعض حضرات کا ماتھا ٹھنکتا ہے اور وہ اس خوف سے خریداری قبول کرنے یا جاری رکھنے سے انکار کرتے ہیں کہ کہیں بند ہو گیا تو ہمارے روپے مارے جائیں گے۔ اپنے عزیز مال کی حفاظت کا طریقہ وہ خود ہی بہتر جانتے ہیں اور انہیں پورا حق حاصل ہے کہ جس طرح چاہیں اس کی حفاظت کریں۔ البتہ ان کی معلومات کے لیے میں صرف اتنا عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ رسالہ تجارتی اغراض کے لیے جاری نہیں کیا گیا ہے بلکہ ایک ایسے مقصد کی خدمت کے لیے جاری کیا گیا ہے جو عین میری زندگی کا مقصد ہے۔ اس لیے جب تک میں زندہ ہوں اور جب تک میرے ہاتھ پاؤں میں طاقت باقی ہے میں ہر ممکن محنت و کوشش سے ان شاء اللہ اس کو جاری رکھوں گا۔ اور بالفرض اگر اس کا جاری رکھنا میری حدِ امکان سے باہر ہو گیا تو میں ہر شخص کو اُس کا پورا پورا حق واپس کر دوں گا۔ میرے اس عہد پر جس کا جی چاہے اعتماد کرے اور جس کا جی نہ چاہے نہ کرے۔ بہرحال میں اپنی ذمہ داری کو خود محسوس کرتا ہوں۔ مجھ میں اتنی ہمت و طاقت نہیں ہے کہ لوگوں کے حقوق کا پشتارہ اپنی پیٹھ پر لادے ہوئے دنیا سے آخرت کا سفر کر سکوں۔

میری کتابوں پر "سلسلہ مطبوعات ادارہ دار الاسلام" کے الفاظ دیکھ کر بعض لوگوں کو یہ التباس پیش آ رہا ہے کہ پٹھانکوٹ میں جناب صاحب چودھری نیاز علی خاں صاحب نے دار الاسلام کے نام سے جو ادارہ قائم کر رکھا ہے شاید اس سے ان مطبوعات